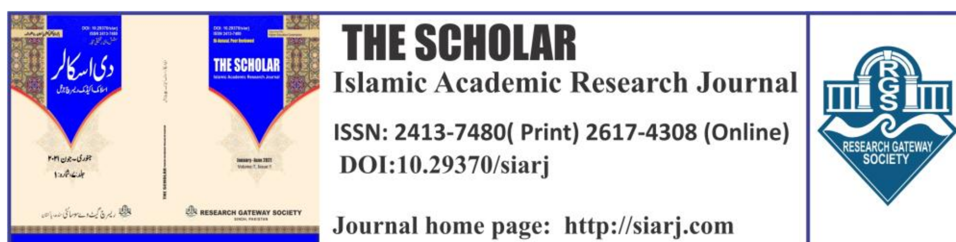


اشیاء پر قبضہ کا حق خلافت انسانی کے تناظر میں

RIGHT OF OWNERSHIP FROM THE PERSPECTIVE OF MAN AS ALLAH'S VICEGERENT (CALIPH)

1. **Muhammad Ishaq**

Assistant Professor, Department of Usool ud Din, University of Karachi, Pakistan.

Email: ishaqalam@uok.edu.pk

ORCID ID:

http://orcid.org/0000-0003-4904-3872

2. **Khalil ur Rehman**

Lecturer, Department of Islamic Studies University of Loralai, Balochistan, Pakistan.

Email: dr.khalilamin@gmail.com

ORCID ID:

http://orcid.org/0000-0003-0035-6106

To cite this article:

Ishaq, Muhammad, and Khalil ur Rehman. "RIGHT OF OWNERSHIP FROM THE PERSPECTIVE OF MAN AS ALLAH'S VICEGERENT (CALIPH)." The Scholar-Islamic Academic Research Journal 7, No. 1 (June 30, 2021). 39–54

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar3

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 7, No. 1 || January -June 2021 || P. 39-54
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue12urduar3
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/ issue12urduar3
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2021-06-30







اشیاء پر قبضہ کا حق خلافت انسانی کے تناظر میں

RIGHT OF OWNERSHIP FROM THE PERSPECTIVE OF MAN AS ALLAH'S VICEGERENT (CALIPH)

Muhammad Ishaq, Khalil ur Rehman

ABSTRACT:

Allah Almighty not only created man but bestowed him with divine book of rights and responsibilities also; hence, have made him authoritative. However, unlike the rest of the creatures, mankind has been declared the noblest of all the races; and hence, are accountable in the hereafter for their deeds in mortal world. Islam clearly defines the rules and regulations that encompass every aspect of life. Allah has bestowed man with the right of ownership on things he created. Likewise the prevalent system of capitalist economics, Islam reveres the rights and status of an individual, even considers individual's ownership and authority seminal in all aspects of its jurisdiction. In the same coin, Islam expects individuals to respect the others' ownership on things Allah has granted. This is what makes man distinctive from the rest of the universe that he follows His word and is technically considered as His second.

KEYWORDS: Prohibited, Allowable, Rules, Rights, Encompass Inherent, Ownership, Authority, Jurisdiction.

کلیدی الفاظ: ممنوع، مباح، قواعد، حقوق، موروثی، ملکیت، دائرہ اختیار

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو صرف پیدا ہی نہیں فرمایا بلکہ اس کے بعد اسے دنیا میں بہت سے حقوق بھی عطا فرمادئے ہیں اور اس طرح اسے بااختیار بھی بنایا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں اسلامی معاشی نظام اور اشتراکی معاشی نظام میں یہ بنیادی فرق ہے کہ اشتراکی معاشی نظام کی طرح اسلامی معاشی نظام میں فرد کے حقوق کی ناقدری نہیں ہے بلکہ ضابطوں کے مطابق اس کی ملکیت اور اختیار کو ہر جگہ مقدم رکھا جاتا ہے اور اسی پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔ سوچنے کی بات

ہے کہ انسان باقی مخلوقات سے مکمل مختلف ہے، اسے مکلف بنا کر بے شمار صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔ اسے حلال ہی کھانے اور استعمال کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔ یہ کسی دوسرے کی املاک پر ڈاکہ ڈالے تو جہنمی قرار دیا جاتا ہے۔ اسے دوسروں کے حقوق کے احترام کرنے کا حکم بھی ہے۔ کچھ تو ایسا ہے جس کی بناء پر اسے حقوق اور پابندیوں کی دنیا میں رکھا گیا ہے۔ وہ چیز منصب خلافت ہے جس کی وجہ سے یہ خالق کائنات کا نمائندہ بن کر دنیا میں اپنی جگہ بنا پایا۔ دنیا کا نظام چلانا اسی کے مقدر میں ٹھہرا، اسی کو ذمہ دار بنایا گیا۔ اور اسی بناء پر اسے دنیاوی اشیاء کا مالک بنایا گیا۔ گو کہ وہ ملکیت عارضی ہے لیکن اس کی حقیقت اور اہمیت سے قطعی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

خلافت انسانی:

قرآن کریم کی وہ آیات جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ اور قائم مقام بنا کر بھیجا ہے۔ اس خلافت اور نیابت کی بنیاد پر یہ بات انسانی عقل بھی سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جن اشیاء کا مالک ہے، ان اشیاء کا اللہ تعالیٰ نے یقیناً انسان کو بھی مالک بنادیا ہے۔ ذیل میں ان آیات کو مفسرین کی آراء کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[1]

"اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں"

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

الخليفة من يخلف غيره ويقوم مقامه قال الله تعالى (ثم جعلناكم خلائف في الارض- و اذكروا اذجعلكم خلفاء) فأما ان المراد بالخليفة من؟ ففيه قولان: أحدهما: أنه آدم عليه السلام- و قوله (أتجعل فيها من يفسد فيها) المراد ذريته لاهو- والثاني: أنه ولد آدم"[2]

" خلیفہ وہ ہے جو کسی دوسرے کی جگہ لے اور اس کا قائم مقام بن جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (پھر ان کے بعد

[1] Al Quran, 02:30

[2] Imam Fakhr ud Din Razi,Tafseer e Kabeer,Egypt,Maktaba Abdu r Rehman Muhammad,1302h, P:165, Vol:1

ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔اور یاد کرو جب اس نے تمہیں خلیفہ بنایا)اب رہا یہ کہ آیت مذکورہ میں خلیفہ سے مراد کون ہے؟تو اس میں دو قول ہیں:

اول:اس سے مراد آدم علیہ السلام ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے قول(کیا آپ ایسوں کو پیدا کریں گے جو زمین میں فساد مچائیں گے؟)سے ان کی اولاد مراد ہے،نہ کہ آدم۔

دوم:اس سے آدم علیہ السلام کی اولاد مراد ہے"

علاوہ ازیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ" روح المعانی" میں تحریر فرماتے ہیں:

أنه خليفة الله تعالى فى ارضه وكذاكل نبى استخلفهم فى عمارة الارض وسياسة الناس وتكميل نفوسهم وتنفيذأمره فيهم لالحاجة به تعالى-------ولم تزل تلك الخلافة فى الانسان الكامل الى قيام الساعة وساعة القيام بل متى فارق هذا الانسان العالم مات العالم لأنه الروح الذى به قوامه[3]

"بے شک آدم علیہ السلام زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور اسی طرح ہر نبی اپنی امت کا خلیفہ ہوتا ہے زمین کو آباد کرنے،لوگوں کی سیاست،ان کے نفوس کی تکمیل اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کرنے میں،جس کی اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں۔

اور یہ خلافت کامل انسانوں میں مسلسل قیامت تک رہے گی،بلکہ انسان جب مر جائے گا تو یہ عالم بھی نہیں رہے گا اس لئے کہ وہ اس کی روح تھی جس کے ذریعے سے وہ قائم ہے"

انسان کو کائنات کی روح کہا گیا۔اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان کا دنیاوی اشیاء سے اور ان شیاء کا انسان سے کتنا گہرا تعلق ہے جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نظر انداز نہیں فرمایا۔جب تک انسان ہے تو یہ عالم قائم ہے اور جب یہ انسان نہ رہے گا تو یہ عالم بھی نہ رہے گا۔اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرما کر اسے اپنا نائب مقرر فرما دیا ہے۔

اس سلسلے میں مولانا امین احسن اصلاحی رحمہ اللہ "تدبر قرآن" میں جو کچھ تحریر کرتے ہیں وہ قدرے مزید واضح ہے،ملاحظہ فرمائیں:

---

[3] Shaikh Syed Mehmood Alosi, Rooh ul Maani, Imdadia publisher, 1395h, P:220, Vol:1

" خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو کسی کے بعد اس کے معاملات سر انجام دینے کے لیے اس کی جگہ لے۔ اس وجہ سے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا نے زمین میں کس کا خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ اپنا یا زمین میں بسنے والی کسی پیشر و مخلوق کا؟ ایک رائے یہ ہے کہ انسان سے پہلے زمین میں جنات آباد تھے، جب انہوں نے اس میں فساد مچایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پراگندہ و منتشر کر دیا اور ان کی خلافت بنی نوع انسان کے سپرد فرمائی۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں خود اپنا خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ پہلی رائے اگرچہ بالکل بے بنیاد تو نہیں کہی جاسکتی لیکن قرآن یا تورات یا کسی قابل اعتماد حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ انسان سے پہلے زمین میں جنات کی حکمرانی تھی، اس کی تائید میں اگر کوئی چیز پیش کی جاسکتی ہے تو اس کی حیثیت اشارہ و کنایہ سے زیادہ نہیں ہے اور محض کسی اشارہ و کنایہ پر ایک حقیقت کی بنیاد رکھ دینا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

دوسری رائے مختلف اعتبارات سے قوی معلوم ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے انسان کی فضیلت کے بہت سے پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزیں انسان کے لیے پیدا کی ہیں، فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں، نیز اس کے بارے میں فرمایا کہ جو امانت آسمان اور زمین اٹھانے سے قاصر رہے اس کو انسان نے اٹھالیا۔ یہ ساری باتیں اس امر کے حق میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہو۔ لیکن ان تمام دلائل کے باوجود ایک سوال اس رائے سے متعلق بھی پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ خلیفہ کی ضرورت تو اس کو مقرر کرنے کی پیش آیا کرتی ہے جو غائب یا غیر حاضر ہوتا ہو، خدا تو نہ کبھی غائب ہوتا ہے نہ غیر حاضر، آسمان و زمین ہر جگہ اس کی حکومت ہمیشہ رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ پھر اس کے کسی کو خلیفہ مقرر کرنے کے کیا معنی؟

یہ سوال ہمارے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خلیفہ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو زمین کے انتظام و انصرام کے معاملے میں کچھ اختیارات دے کر یہ دیکھے گا کہ انسان ان اختیارات کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے یا خلافت پا کر وہ مطلق العنان بن جاتا ہے اور اپنی من مانی کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ گویا اصل حکمران کی طرف سے ایک نائب مقرر کئے جانے کی ایک شکل ہوئی اور اس نائب کے تقرر کی ضرورت یہ نہیں تھی کہ اصل حکمران کو غائب یا غیر حاضر ہونا تھا بلکہ اس نائب کو کچھ اختیارات دے کر مقصود اس کی اطاعت و وفاداری کا

امتحان کرنا تھا“[4]

مولانا اصلاحی نے کماحقہ تشریح فرمادی۔ مکمل تشریح بغور پڑھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ دنیا کا نظام اور اس کی اشیاء کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دنیا اور اس کی اشیاء بنائی ہیں، اسی وجہ سے خلافت کا منصب بھی اسے ہی عطا فرمایا۔

سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [5]

"اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک کام کئے ہیں۔ البتہ ان کو زمین میں حاکم کردے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو حاکم کیا تھا"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

هذا وعد من الله تعالىٰ لرسوله صلوات الله وسلامه بأنه سيجعل امته خلفاء الارض أى أئمة الناس والولاة عليهم[6]

"یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کے لیے وعدہ ہے کہ بے شک وہ عنقریب ان کی امت کو زمین کا خلیفہ یعنی لوگوں کا امام اور ولی بنادے گا۔

اس آیت میں بھی انسان کی اسی خلافت کا ذکر ہے جو کہ ما قبل کی آیت میں ہو چکا ہے"

سورۃ الحدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[4] Maulana Amin Ahsan Islahi, Tadabbur e Quran, Lahore, Faran Foumdation, 2012, P:157, Vol:1

[5] Al Quran, 24:55

[6] Shaikh Imad ud Din Ismail, Tafseer ibn e Kaseer, Cairo, Al Fujalat tl Jadeedah, 1965, P:314, Vol:3

اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَکُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِیۡنَ فِیۡہِ [7]

"اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس (مال) میں سے خرچ کرو جس میں تمہیں نائب بنایا گیا ہے"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

أمر تبارك و تعالى بالايمان به وبرسوله على الوجه الاكمل و الدوام و الثبات على ذٰلك و الاستمرار۔ وحث على الانفاق مما جعلكم مسخلفين فيه أى مما هومعكم على سبيل العارية۔ فانه قدكان فى أيدى من قبلكم ثم صار اليكم فارشد تعالى الى استعمال فاستخلفهم فيه من المال فى طاعته فان يفعلوا والاحاسبهم عليه وعاقبهم لتركهم الواجبات فيه [8]

"اللہ تعالٰی نے خود پر اور اپنے رسول پر کامل طریقے سے ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور اس پر ثابت قدم رہنے کا حکم بھی دیا ہے۔ اور اس مال کو خرچ کرنے پر ابھارا ہے جس میں تمہیں نائب بنایا گیا ہے یعنی وہ مال جو تمہارے پاس عاریت کے طور پر موجود ہے۔ اس لئے کہ وہ مال تم سے پہلے لوگوں کے پاس تھا اور پھر وہ تمہارے پاس آیا۔ تو اللہ تعالٰی نے انہیں نائب بناتے ہوئے اس مال کو اپنی اطاعت میں خرچ کرنے کی رہنمائی کی۔ پس اگر انسان اس کی اطاعت میں خرچ کرے گا تو ٹھیک ہے ورنہ اللہ تعالٰی ان سے محاسبہ فرمائے گا اور اس میں واجبات کے ترک کرنے پر سزا دے گا"

عاریت کا لفظ ایک خاص ماحول کو سامنے رکھ کر استعمال کیا گیا ہے کہ دولت کی آمد و جامد کا سلسلہ دنیا کے ایک خاص قسم کے نظام سے تعلق رکھتا ہے کہ یہ دولت پہلے کسی اور کے پاس تھی لیکن آج آپ کے پاس ہے اور آپ کے بعد آپ کے رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے۔ عاریت سے مقصود ہر گز یہ نہیں کہ انسان اسباب کا مالک نہیں کیونکہ اسلامی معاشی نظام میں اس کی ملکیت مسلم ہے۔

سورہ ص میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ [9]

"اے داؤد ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے، پس آپ لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں"

---

[7] Al Quran57:07

[8] Tafseer ibn e Kaseer, P:326,Vol:4

[9] Al Quran,38:26

قرآن حکیم کی یہ تمام آیات انسان کی نیابت اور خلافت کو ثابت کرتی ہے۔اور اہل علم کی آراء سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے کہ اشیاء کی ملکیت کے سلسلے میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور دنیا میں اشیاء کا عارضی طور پر مالک ہے۔

انسان کی طرف اشیاء کی نسبت اور ثبوت ملکیت

قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات ہیں جن میں اشیاء کی نسبت انسانوں کی طرف کی گئی ہیں۔ان اشارات و کنایات سے بھی اسباب پر انسانوں کی ملکیت من جانب اللہ مسلم ہے۔اس قسم کی آیات بہت ہیں لیکن ذیل میں بطور مثال چند آیات کا ذکر کر لیتے ہیں۔

سورۃ الحج میں مہاجرین کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ "[10]

"وہ لوگ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے،اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے"

سورۃ الحشر میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ[11]

"ان نادار مہاجرین کے لیے جو اپنے گھروں اور دیگر مال واملاک سے بے دخل کر کے نکال دئے گئے ہیں"

اس آیت کی تشریح ملاحظہ کیجیے:

هم الذين اضطرهم كفار مكة الى الخروج منها و الى ترك اموالهم و ديارهم فيها[12]

"یہ وہ فقراء ہیں جن کو کفار مکہ نے مکہ سے نکلنے پر اور اپنے اموال اور گھروں کو چھوڑنے پر مجبور کیا"

اس تشریح میں بھی گھروں اور اموال کی نسبت مہاجرین صحابہ کی طرف کی گئی ہے۔اور ان کو ان کے گھروں سے بے دخل کئے جانے پر کفار کے اس ناحق عمل کی مذمت کی گئی۔

سورۃ البقرہ میں لوگوں کا مال بلاعوض اور جبراً لے لینے کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے:

وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ

[10] Al Quran.22:40

[11] Al Quran,59:8

[12] Dr.Wahba Zuhaili, Al Tafseer ul Munir, Beirut,Dar ul Fikar, P:83, Vol:28

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ [13]

"اور تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقے سے کھاؤاور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض سے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے"

اس آیت کریمہ کا شان نزول ایک خاص واقعہ ہے جو حضرات مفسرین نے بیان کیا ہے:

انه نزل فی عبدان ابن اشوع الحضرمی ادعی مالاعلی امریء القیس الکندی و اختصما الی النبیﷺ فانکر امرؤالقیس و اراد ان یحلف فنزلت هذه الأیة فکف عن الیمین و حکم عبدان فی ارضه ولم یخاصمه [14]"

"یہ آیت حضرت عبدان بن اشوع حضرمی سے متعلق نازل ہوئی، انہوں نے امرؤالقیس کندی پر کسی مال کا دعوی کیا۔ اور مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو امرؤالقیس نے انکار کر دیا اور قسم اٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو وہ قسم اٹھانے سے رک گئے۔ اور زمین کا فیصلہ عبدان کے بارے میں کر دیا گیا اور امرؤالقیس نے ان سے جھگڑا نہیں کیا"

اور پھر اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابوالرج جمال الدین عبدالرحمن بن علی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بڑے اختصار کے ساتھ "زادالمسیر" میں تحریر فرماتے ہیں:

ومعنی الأیة لایاکل بعضکم اموال بعض [15]

"آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے بعض بعض کا مال نہ کھائیں"

تھوڑی سی وضاحت کے ساتھ علامہ زمخشری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے "تفسیر الکشاف" میں لکھتے ہیں:

ولایاکل بعضکم مال بعض بالوجه الذی لم یبحه الله ولم یشرعه [16]

---

[13] Al Quran, 2:188

[14] Abu Abdullah al Qurtabi, Al jame Li Ahkam il Quran, Cairo,Dar ul Kutub al Misria, 1934, P:337, Vol:1

[15] Imam Abul Farj Abd ur Rehman Al Baghdadi, Zad ul Maseer, Beirut, Al Maktabat ul Islami,1964, P:188,Vol: 2

"اور تم میں سے کوئی دوسرے کا مال اس طریقے پر نہ کھائےجو اللہ تعالیٰ نے مباح اور مشروع نہیں کیا"

مزید وضاحت کے ساتھ شیخ اسماعیل حقی البروسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تفسیر روح البیان" میں لکھتے ہیں:

ای لایاکل بعضکم مال بعض بالوجه الذی لم یبحه الله تعالی ولم یشرعه کالغصب و النهب والسرقة والیمین الکاذبة[17]

"یعنی تم میں سے کوئی دوسرے کا مال اس طریقے پر نہ کھائے جو اللہ تعالیٰ نے مباح اور مشروع نہیں کیا جیسے چھیننا، لوٹ مار کرنا، چوری کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا"

ان تمام مفسرین کی ان تمام تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناحق طریقے پر کسی دوسرے کا مال لے لینے کو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہوئے اسے ظلم قرار دیا ہے۔ انسان کی ملکیت کو بیان کرتے ہوئے اس کے مال پر جبری ڈاکہ ڈالنے سے بھی منع کیا گیا اور متنبہ کیا گیا کہ اس مقصد کے لیے کسی حاکم کا زور بھی استعمال نہ کیا جائے۔ جیسا کہ شیخ سید محمد رضا رشید "تفسیر المنار" میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

والمرادلایاکل بعضکم مال بعض واختارلفظ اموالکم وهویصدق باکل الانسان مال نفسه للاشعار بوحدة الامة وتکافلهاوللتنبیه علی ان احترام مال غیرك وحفظه هوعین الاحترام والحفظ لمالك[18]

"اور مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی دوسرے کا مال نہ کھائے۔ اور لفظ "اموالکم" (یعنی تمہارا مال) کا انتخاب کرنا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ انسان اپنا مال کھائے اس لئے کہ یہ ایک ہی امت اور ایک ہی خاندان ہے۔ اور اس سے اس بات کی تنبیہ ہے کہ دوسرے کے مال کا احترام اور حفاظت وہ اپنے مال کا احترام اور حفاظت ہے"

کچھ اسی طرح کا مضمون سورہ نساء میں بھی وارد ہے:

[16] Allama Zamahshari, Tafseer ul Kashshaf, Beirut, Dar uk Fikar, 1397, P:340,Vol:1

[17] Shaikh Ismail Haqqi, Rooh ul Bayan, Quetta, Maktaba Islamia, 1405h, P:302, Vol:1

[18] Muhammad Rasgeed Raza, Al Manar, Beirut, Dar ul Maarifa, 1393h, P:195, Vol:2

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ [19]

"اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق اور ناجائز طریقے سے مت کھاؤ"

علامہ زمخشری رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے "تفسیر الکشاف" میں لکھتے ہیں:

بمالم تبحه الشريعة من نحوالسرقة والخيانة والغصب والقمار وعقود الربا[20]

"جسے شریعت نے مباح نہیں کہا جیسے چوری کرنا، خیانت کرنا، چھیننا، جوا کھیلنا اور سودی معاملات کرنا"

مزید وضاحت کے ساتھ شیخ اسماعیل حقی البروسوی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ "تفسیر روح البیان" میں لکھتے ہیں:

ای بوجوه غيرشرعی كالغصب والسرقة والخيانة والقمار وعقود الربا والرشوة واليمين الكاذبة وشهادة الزور والعقود الفاسدة ونحوها[21]

"یعنی وہ صورتیں جو غیر شرعی ہیں جیسے چھیننا، چوری کرنا، خیانت کرنا، جوا کھیلنا، سودی معاملات کرنا، رشوت، جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی اور عقود فاسدہ وغیرہ"

اور شیخ ابوالسعود اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

المراد بالباطل ما يخالف الشرع كالغصب و السرقة و الخيانة و القمار و عقود الربا وغيرذلك مما لم يبحه الشرع أی لاياكل بعضكم اموال بعض بغيرطريق شرعی[22]

"باطل سے مراد وہ کام ہے جو شرع کے خلاف ہو جیسے چھیننا، چوری کرنا، خیانت کرنا، جوا کھیلنا، سودی معاملات کرنا اور اس کے علاوہ وہ کام جسے شریعت نے جائز نہیں کہا۔ یعنی تم میں سے بعض بعض کے اموال شرعی طریقے کے علاوہ نہ کھائیں"

اور حافظ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

---

[19] Al Quran 4:29

[20] Tafseer ul Kashshaf, P:522, Vol:1

[21] Rooh ul Bayan,P:194, Vol:2

[22] Shaikh Abu Saud, Tafseer e Abi Saud, Damascus, Dar ul Fikar, 1347h, P:513, Vol:1

لاياكل بعضكم اموال بعض بماحرم عليه من الربا و القمار و غير ذٰلك من الامور التى نهاكم الله عنها[23]

"تم میں سے بعض بعض کامال اس طریقے پر نہ کھائیں جسے اللہ تعالی نے حرام کر دیا ہے جیسے سود، جوااور اس کے علاوہ وہ امور جن سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے"

اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ''تفسیر کبیر''میں باطل کی تفسیر سے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہم کا قول یوں نقل فرماتے ہیں:

ان الباطل هوكل مايؤخذ من الانسان بغيرعوض[24]

"بے شک باطل ہر وہ چیز ہے جو کسی انسان سے بغیر کسی عوض کے لے لی جائے"

کسی بھی فرد اس کی کوئی چیز بلا عوض لینے کو باطل کہتے ہوئے اس کے حق ملکیت کو بیان کیا گیااور اس عمل کی مذمت کی گئی۔

ان آیات کریمہ میں ایک تومال کی نسبت انسان کی طرف کی گئی ہے۔اور دوسرا یہ کہ ناجائزاور حرام طریقے سے کسی کامال کھانے سے بھی اللہ تعالی نے منع فرمایا۔یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے مال انسان کی ملکیت میں دیدیاہے۔اگرمال انسان کی ملکیت میں نہ ہوتاتو کسی کامال لے لینے پر کسی قسم کاگناہ بھی نہ ہوتا،اور اللہ تعالی کی جانب سے اتنی سخت وعیدوں کانزول بھی نہ ہوتا۔

یتیموں کے مال کے سلسلے میں سورہ نساء میں اللہ تعالی کاارشاد ہے:

وَاٰتُوا الۡيَتٰمٰٓى اَمۡوَالَهُمۡ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰٓى اَمۡوَالِكُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا[25]

"اور یتیموں کوان کامال دیدو۔اور پاکیزہ مال کو بے کار مال سے تبدیل مت کرو۔اور ان کامال اپنے مال کے ساتھ جمع

[23] Hafiz Ibn e Jareer Tibri, Tafseer Ibn e Jareer, Beirut, Dar ul Maarifa, 1406h, P:20, Vol:4

[24] Tafseer e Kabeer, P:165, Vol:1

[25] Al Quran, 4:2

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar3

کر کے مت کھاؤ۔یقینا یہ بڑا گناہ ہے"

حافظ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ولاتخلطوا اموالهم يعني اموال اليتامى باموالكم فتأكلوها مع اموالكم[26]

"اوران کے یعنی یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ نہ ملاؤ تاکہ اسے اپنے مال کے ساتھ کھالو"

اللہ تعالی کاارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ [27]

"اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر بہتر طریقے سے"

امام قرطبّی رحمہ اللہ نے امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے:

قال مجاهد (ولاتقربوا مال اليتيم الابالتي هى احسن) بالتجارة فيه۔ و لاتشترى منه و لاتستقرض[28]

"امام مجاہد نے فرمایا کہ ''ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن'' میں احسن سے مراد تجارت ہے۔نہ ہی ان کے اموال میں سے کچھ خریدے اور نہ ہی قرضہ طلب کرے"

یعنی یتیم کے مال میں جس بہتر طریقے سے تصرف کرنے کے بارے میں کہا جارہا ہے وہ تجارت ہے کہ یتیم کے مال کے ذریعے تجارت کرکے یتیم کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائے۔اوراس کے علاوہ دیگر تصرفات سے اجتناب کیا جائے۔یتیموں کے مالوں سے متعلق یہ بہت حساس حکم ہے۔اس وقت یتیموں پر ظلم کیا جاتا تھااوران کا مال ناحق کھالیا جاتا تھا جس سے اللہ تعالی نے منع فرمایا۔یقینا یہاں بھی ان یتیموں کے حق ملکیت کا تحفظ ہی کیا گیا ہے۔

صرف زمین کی نسبت انسان کی طرف کرتے ہوئے اللہ تعالی کاارشاد ہے:

إِنَّ الأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ [29]

[26] Tafseer Ibn e Jareer, P:154, Vol:4

[27] Al Quran, 6:152

[28] Al jame li Ahkam il Quran, P:134, Vol:7

[29] Al Quran, 7:128

"بے شک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے، اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے"

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذا اطماع من موسى عليه السلام قومه في ان يورثهم الله تعالى ارض فرعون بعد اهلاكه و ذٰلك معنى الارث وهو جعل الشيء للخلف بعد السلف[30]

"اور یہ موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم کو اس بات پر حریص بنانا ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں فرعون کی ہلاکت کے بعد اس کی زمین کا مالک بنادے گا۔ اور یہی وراثت کا معنی ہے۔ اور وراثت کا مطلب کسی چیز کا پہلوں کے بعد بعد والوں کو مالک بنادینا ہے"

امام رازی رحمہ اللہ نے بھی اس تشریح میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ وراثت ملکیت کے معنی میں ہے۔ انسان زمین کا مالک بن سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی زمین کا اس کی ہلاکت کے بعد دوسروں کو مالک بنادیا۔

سورۃ الرحمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ [31]

"اور زمین کو ہم نے بچھایا لوگوں کے لیے"

مزید ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ [32]

"(اللہ کی ذات) وہ ذات ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے پست بنایا، اب چلو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ اس کی دی ہوئی روزی میں سے، اور اسی کی طرف دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنا ہے"

اس آیت کریمہ کی تشریح ملاحظہ کیجیے:

أي ان ربكم هوالذي سخرلكم الارض وذللهالكم فجعلهاقارة ساكنة لاتميدولاتضطرف

[30] Tafseer e Kabeer, P:212, Vol: 14

[31] Al Quran, 55:10

[32] Al Quran, 67:15

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar3

بماجعل فيهامن الجبال وأوجدفيهامن العيون لسقيكم وسقى انعامكم وزروعكم وثمارکم و سلك فيهاالسبل فسافرواحيث شئتم من اقطارها[33]

"تمہارے رب نے تمہارے لئے زمین مسخر کر دی اور اسے تمہارے تابع بنادیا، اور اس کو ٹھہری ہوئی سکون والا بنادیا، نہ مائل ہوتی ہے اور نہ ہی مضطرب بسبب ان پہاڑوں کے جو اس میں رکھ دیئے۔ اور تمہاری سیر ابی کے لیے اس میں چشمے پیدا کر دئے، اور تمہارے جانور، کھیتی اور پھلوں کی سیر ابی کے لیے۔ اور اس میں راستے نکال دئے۔ پس سفر کرو جس علاقے کی طرف چاہو"

ان ساری باتوں خلافت انسانی کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ مسئلہ بخوبی سمجھ آجاتا ہے۔ خالق کائنات صرف یہ اشیاء پیدا ہی نہیں کیں بلکہ انہیں انسان کے تابع بھی کر دی ہیں۔ یہی وہ فلسفہ ہے جس کو سامنے رکھ کر انسان کی املاک کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔

زمینی پیداوار کی نسبت انسان کی جانب کرتے ہوئے حق تعالیٰ شانہ کا سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ [34]

"اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو، اور ان چیزوں میں سے (خرچ کرو) جو ہم نے زمین میں سے تمہارے لئے پیدا کی ہیں"

زمین، گھر اور دیگر اموال وغیرہ کی نسبت انسان کی طرف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـٴُـوْهَا [35]

"اس نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنادیا اور وہ علاقہ تمہیں دیا جس تک ابھی تمہارے قدم نہیں پہنچے"

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

والمراد بارضهم مزارعهم وقدمت لكثرت المنفعة بهامن النخل والزروع۔وفی قوله

---

[33] Ahmed Mustafa Al muraghi, Tafseer Al Muraghi, Egypt, 1365h, P:15, Vol:29

[34] Al Quran, 2:267

[35] Al Quran, 33:27

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar3

عزوجل(اورثكم)اشاربانه انتقل اليهم ذٰلك بعدموت اولئك المقتولين۔وأن ملكهم اياه ملك قوى ليس بعقديقبل الفسخ أوالاقالة (وديارهم)أى حصونهم (وأموالهم)نقودهم و مواشيهم واثاثهم التى اشتملت عليهاارضهم وديارهم[36]

"اور ''ارضھم'' سے مراد کھیتی ہے۔اور اسے مقدم رکھا کیونکہ اس میں منافع والی اشیاء زیادہ ہیں جیسے کھجور کے درخت اور کھیتی۔

اور اللہ تعالیٰ کے قول (أورثکم) میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مقتولین کی موت کے بعد وہ ملکیت ان کی طرف منتقل ہو جائے گی۔اور ان کی ملکیت اس کی وجہ سے ایسی مضبوط ہو گی کہ جس میں کوئی معاملہ قابل فسخ ہوگا اور نہ ہی قابل رجوع۔اور اللہ تعالیٰ کے قول(وديارهم)سے مراد قلعے ہیں۔اور(اموالهم)سے مراد ان کے نقد اموال، مویشی اور وہ سامان جس پر ان کی کھیتی اور قلعے مشتمل ہیں"

بالا آیت اور اس کی تشریح سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جائیدادوں اور زمینوں کی طرح اس کی پیداوار، مویشیوں اور دیگر اموال پر بھی انسان کی ملکیت کو تسلیم کیا ہے۔اور صرف تسلیم ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ اشیاء انسان کی ملکیت میں دینے والے ہی ہم ہیں۔

اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ [37]

"کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کئے اور اب یہ ان کے مالک ہیں"

اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "روح المعانی" میں تحریر فرماتے ہیں:

أى خلقنالهم انعاماو ملكناهالهم فهم بسبب ذٰلك مالكون لها[38]

"یعنی ہم نے مویشی ان کے لیے پیدا کئے اور پھر انسانوں کو ان کا مالک بنادیا اور انسان اسی وجہ سے ان کے مالک ہو گئے"

---

[36] Rooh ul Maani, P: 179,Vol:21

[37] Al Quran, 36:71

[38] Rooh ul Maani, P:50, Vol:13

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 39-54
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar3

اور علامہ زمخشری رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ ''تفسیر کشاف''میں لکھتے ہیں:

أی خلقناها لأجلهم فملكناها اياهم فهم متصرفون فيها تصرف الملاك[39]

"یعنی ہم نے ان مویشیوں کو انسانوں ہی کے لیے پیدا کیا، پس وہ ان میں مالک کی طرح تصرف کرنے والے ہیں"

گویا یہ کہا جارہا ہے کہ ہم نے انسانوں کو ان اشیاء کا مالک اس لئے بنایا ہے کہ یہ اشیاء ہم نے پیدا ہی اس کے لیے کی ہیں۔

نتائج:

1۔اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ یہ مکمل کائنات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کے فائدے کے لیے ہی کھڑی کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں کئی جگہوں پر انسانوں کے لیے اشیاء کو مسخر کردینے کا صریح ذکر آتا ہے۔

2۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور پھر اسے دوسری مخلوقات سے ممتاز فرما کر اس کے اختیارات کو بڑھا بھی دیا۔اسے دنیاوی ساز وسامان اور اسباب کا مالک بھی بنادیا۔پھر اسے خلافت کا منصب عطا کر کے بااختیار بھی بنادیا۔

3۔قرآن کریم میں جگہ جگہ دنیاوی اسباب کی نسبت انسانوں کی طرف کی گئی ہے،اس سے لوگوں کو یہ باور بھی کرایا گیا ہے کہ تم ان اشیاء کے مالک ہو اور خالق کائنات کی عطا کردہ اختیارات کی حدود میں رہ کر ان اشیاء میں تصرف کرنے کا حق بھی رکھتے ہو۔

[39] Tafseer Al Kashshaf, P:330, Vol:3